رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نکیا ۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

فہرست مضامین

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۷ | مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء | پنجشنبہ | مطابق ربیع الاول ۱۳۳۸ھ | نمبر ۴۲

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے ؛

جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو کسی قدر بارش ہوئی جس سے سردی میں اضافہ ہو گیا ؛

چونکہ بعض مقامات پر انفلوئنزا رُونما ہو گیا ہے اس لئے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے یہاں کے احباب کو ضروری ہدایات قلم بند کرائیں ۔ یہاں خدا کے فضل سے تا حال کسی قسم کی شکایت نہیں ہے احباب کو حفظ ماتقدم کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی اُس تقریر میں بیان کردہ ہدایات پر عمل کرنا چاہیئے جو ۱۳ر نومبر کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے ؛

نامۂ لنڈن

اخویم محمد سلمان فیتھ کا لیکچر

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر)

(۲۳ ۔ اکتوبر ۱۹ء)

سلسلہ ملاقات اللہ تعالےٰ کے فرشتے قلوب میں مختلف رنگوں سے تحریک کر کے سعید ارواح کو مسیح موعودؑ کی صداقت کی طرف مائل کر رہے ہیں ۔ اور ہر ہفتے نئے نئے لوگ متلاشیان حق کے طور پر قیامگاہ مبلغین احمدیت پر آتے رہتے ہیں ۔ ہفتہ رواں میں جو لوگ تلاش حق کے لئے آئے ان میں ایک نہایت قابل دہریہ ڈاکٹر تھا ۔ اور دوسرا اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھنے والا عراق سے واپس آمدہ انگریز افسر تھا ۔ ہر دو کو مفتی صاحب نے نہایت عمدہ الفاظ اور یقین دلانے والے پیرایہ میں سلسلہ عالیہ کا پیغام پہونچایا ۔ اور دونوں تبدیل شدہ حالت میں اطمینان قلب کے ساتھ واپس گئے ان متلاشیان حق کے علاوہ احمدی نومسلم مرد و خواتین اور غیر احمدی احباب انگریز و ہندوستانیوں کی معقول تعداد تبادلہ خیالات و ازدیاد معلومات کے لئے داعیان احمدیت کے پاس آئی ؛

اتوار کا لیکچر گو لنڈن کا آسمان کہر و دھند سے پُر تھا ۔ اور تاریکی کا روز روشن میں یہ عالم تھا ۔ کہ قریب سے بھی آدمی مشکل سے دکھائی دیتا تھا ۔ تاہم ایت وار کے مقرر کا نام اور مضمون اسقدر جاذب توجہ ثابت ہوا ۔ کہ احمدیہ لیکچر روم مشرق و مغرب کے قائم مقاموں سے پورے طور پر بھر گیا ۔ حاضرین میں ہندوستان ۔ عرب سومالی لینڈ ۔ یمن ۔ اٹلی ۔ انگلستان اور دیلز کے قائم مقام لنڈن کے عام جلسوں کی بڑی تعداد میں حاضر تھے ۔ درس قرآن کے بعد جو چودھری فتح محمد سیال نے دیا ۔ عاجز نے

اخویم فیتھ کا حاضرین سے تعارف کرایا۔ اور مسز فاطمہ کیتھرین کی تلاوت قرآن کے بعد برادر موصوف نے تقریر شروع کی ۰

فاطمہ و محمد سلمان

یہ جلسہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک نیا باب اور ایک نئے طرز تبلیغ و ترقیات کا انتشار پیش خیمہ ثابت ہو گا۔ کیونکہ مغرب کے نمایندے دین احمدؐ کی تبلیغ اپنی زبان میں کرنے کے لئے منبر پر احمدیہ ہال میں پہلی مرتبہ آئے۔ خدا کے مسیح پر ایمان رکھنے والا پرندجو اس میں تلاوت قرآن کریم پر مامور تھا۔ وہ ایک نوعمر ذہین سعید انگریز نومسلمہ لڑکی فاطمہ کیتھرین نام ہے۔ اور وہ حضرت خلافت مآب کے حضور لکھ چکی ہے۔ کہ "سلمان بھی بگڑ چکے تھے۔ اس لئے خدا نے احمدؑ نبی اللہ کو بھیجا اور اصل اسلام بھی ملا"۔ اس خاتون نے اللہ کی کتاب "اُم الکتاب" اپنے لہجہ میں تلاوت کی ۰

تلاوت کے بعد نوجوان ۲۳ دن کا مسلمان عبرانی۔ جرمن۔ پولش۔ فینش۔ رشیں۔ فلیمش اور جیڈش زبانوں کا جاننے والا ہمارا نیا بھائی محمد سلمان فیتھ سبز پگڑی سر پر باندھ کر کھڑا ہوا۔ اور اپنے عمل سے حاضرین کو واضح کرنے لگا۔ کہ احمدیت انگلستان کے آسمان کے نیچے آبحیات ہے۔ سم قاتل نہیں ۰

لیکچر کا مضمون

اخویم محمد سلمان نے پہلے بتایا کہ مذہب کی غرض اللہ تعالےٰ کا قرب ہے۔ اور یہ قرب انبیاء کے ذریعہ سے ان کی تعلیم پر عمل کر کے حاصل ہوتا ہے۔ جس راستہ سے یہ قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا نام اسلام ہے۔ اور اسلام وہی مذہب ہے۔ جو آدم سے لے کر احمد نبی اللہ تک تمام انبیاء لاتے رہے۔ یہود نے مسیح کو رد کیا۔ اور خدا کا قرب ان سے جاتا رہا۔ عیسائیوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا قرب الٰہی کی نعمت سے محروم ہوئے۔ مسلمان احمد نبی اللہ کو جب تک نہ مانینگے۔ خدا سے قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد برادر موصوف نے اپنے زندگی کے حالات اور مذہب کے لئے تکالیف برداشت کرنے کا حال سنایا۔ اور اپنی تحقیقات مذہبی کی آخری تسلی اللہ تعالےٰ کے بتائے ہوئے راستہ سے جو رویاء کے ذریعہ ان کو دکھایا گیا۔ پانے کی کیفیت سنائی اور جس طرح انہوں نے "حبل اللہ" قرآن پاک کو حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر پکڑا ہے۔ اس سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ اخویم فیتھ کے بعد حضرت مفتی صاحب نے نہایت برجستہ اور بہت عمدہ تقریر کی۔ اور اسلام و عیسائیت کا مقابلہ کیا۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے قرب حاصل کرنے کی چند مثالیں سنائیں۔ حاضرین میں شمس العلماء مولانا کمال الدین ایم۔ اے بھی تھے۔ جو خاص طور پر محظوظ ہوئے ۰

متفرق

اخی المکرم ساگر چند بیرسٹر ایٹ لاء آج کل ہیسٹنگز میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ انہوں نے وہاں لٹریچر تقسیم کرنیکے لئے منگوایا ہے۔ اور ان کے لیکچروں کا وہاں انتظام ہو رہا ہے۔ چودہری صاحب ۲۱۔ اکتوبر کو "نبی کیوں مبعوث ہوتے ہے" پر سوسائٹی ڈیسی فلولوجی میں تقریر کرینگے۔ حضرت مفتی صاحب کی جیب میں ہر وقت کچھ لٹریچر رہتا ہے۔ اور نہایت خوبصورتی سے گذرتے ہوئے مرد و عورتوں کو احمدی رسائل دیتے رہتے ہیں اس ہفتہ میں ان کو ایک لیکچر میں جانے کا اتفاق ہوا موقعہ سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے ہال کے دروازہ پر بہت لٹریچر تقسیم کیا۔ برادرم قاضی صاحب . . . . .
. . . . براستن
اور پورٹسمتھ میں نومسلموں سے ملاقات کرنے اور اشاعت حق کے لئے تشریف لیگئے ہیں۔ خاکسار تقریراً و تحریراً اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو پورا کر رہا ہے۔ تمام خط و کتابت بحیثیت سکرٹری مجھے ہی کرنی پڑتی ہے۔ احباب سے دعا کا خواستگار ہوں۔

سبز پگڑی

سبز پگڑی ہندوستان سے واپس آتے ہوئے انگریزوں سے تعارف کراتی۔ اور اکثر تبلیغ کا موقعہ بہم پہنچا دیتی ہے۔ دو تازہ واقعات غالباً دلچسپی سے پڑھے جائینگے۔ کینز نگٹن نام ایک سیرگاہ باغ ہمارے مکان کے قریب ہے۔ وہاں میں اکثر صبح کو جاتا ہوں۔ ایک انگریز ہندوستانی میں مخاطب ہو کر باتیں کرنے لگا۔ مجھے موقعہ مل گیا۔ میں نے تقریر شروع کر دی خاصہ مجمع ہو گیا۔ الحمد للہ کہ خوب تبلیغ کا موقعہ ملا۔ راستہ چلتے چلتے ایک شخص نے پوچھا۔ "کیا آپ قسمت بتا سکتے ہیں"۔ میں نے موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ اور قسمت بتانے کی بجائے۔ "قسمت بنانے" کی تعلیم کا پتہ دینا شروع کر دیا یہ دو مثالیں ہیں۔ جو سبز پگڑی کے ذریعہ تبلیغ کا موقعہ ملنے کی وضاحت کرتی ہیں ۰

آیندہ کا پروگرام

انشاء اللہ بہت جلد ہائڈ پارک میں اخویم محمد سلمان فیتھ اور ہم لوگ تقریروں کا سلسلہ شروع کرینگے۔ پلیٹ فارم موجود ہے۔ اور اُس پر "ahmdia Movement" "احمدیہ مومنٹ" لکھا ہے۔ موسم اچھا آنے پر ایک مبلغ بلجیم اور جرمنی کا دورہ کریگا۔ جہاں اخویم فیتھ بطور ترجمان انشاء اللہ ساتھ جائینگے۔ ہفتہ میں ایک دو مرتبہ لنڈن کے قرب و جوار میں گاؤں اور چھوٹے قصبوں میں پیغام حق پہنچانے کا انتظام سوچا جا رہا ہے۔ اخویم بشیر گورڈن اخویم سعید نیلسن اور اخویم محمد یونس ایونس آیندہ تقریریں کیا کرینگے۔ اور احمدیہ کانفرنس و احمدیہ اخبار کی تجویز بھی زیر غور ہے۔ یہ پروگرام ہمارے زیر نظر ہے۔ اور آپ کا کام نظارت تالیف و اشاعت کا ہاتھ بٹا کر اُسے کامیاب بنانا ہے۔ اللہ آپ کو اور ہمیں توفیق دے۔ آمین ثم آمین

اخبار الفضل نصف قیمت پر

ایک غریب احمدی اسکردو (تبت) میں تن تنہا ہے اس کی درخواست کہ نصف قیمت میں دوں گا۔ نصف کوئی ذی استطاعت احمدی بزرگ عطا فرما دیں۔ اور اخبار الفضل ایک سال کے لئے جاری ہو جائے۔ ایسی دو درخواستیں اور بھی ہیں۔ احباب مستطیع توجہ فرما کر اجر جزیل حاصل کریں ۰ (منیجر)

ولادت

جناب منشی خادم حسین صاحب خادم بھیروی۔ جو سلسلہ کے مخصوص اہل قلم حضرات میں سے ہیں کو خدا تعالیٰ نے ایک بڑے عرصہ کے بعد فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ ہم منشی صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے خداوند کریم کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود کو با عمر اور نیک اور دین و دنیا میں فلاح یافتہ بنا۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۷ - نومبر ۱۹۱۹ء

رشتہ ناطہ کی مشکلات

اخبار الفضل میں رشتہ ناطہ کے متعلق جو مضامین شائع ہوئے ہیں - ان میں چونکہ زیادہ تر زور اسی پہلو پر دیا گیا ہے کہ احمدیوں کو ذات پات کی قیود کو توڑ دینا چاہیئے - اس لئے اس کے متعلق مختلف رنگوں میں رائے زنی کی جا رہی ہے - اور عجیب عجیب قسم کے عذرات سنائے جا رہے ہیں - اسوقت ہمارے سامنے اسی قسم کی ایک تحریر ہے - جسمیں راقم نے ان مشکلات کا ذکر کیا ہے - جو ذات پات کی پابندیوں کو قطع کرنے سے ان کے نزدیک پیش آسکتی ہیں - شکر ہے - ان مجوزہ مشکلات کی تعداد تین سے زیادہ نہیں ہے - جنمیں پہلی مشکل ان کے خیال میں خاص کر پیشہ ور دوستوں سے تعلق رکھتی ہے - جو انہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ :-

" فرض کیجئے - کہ ایک موچی کا لڑکا اور حجام کی لڑکی ہے - ان کی شادی ہو گئی ہے - اب وقت یہ ہے - کہ موچی کو تو ایسی بیوی کی ضرورت تھی - جو اس کے پیشہ کے متعلق بخوبی واقف کار ہو - جو تو ل پر کام بنا سکے - اور جوتی سینے کے دوسرے کاموں میں مدد دے سکے - اس بیوی کو حجام ول کے متعلق اگرچہ بخوبی واقفیت ہو گی - مگر موچی کے کام سے ایسی ہی ناکارہ ثابت ہو گی جیسا کہ ایک دفتر کا کلرک - علی ہذا القیاس درزی دھوبی نانکی وغیرہ پیشہ وروں کو ایسی ہی مشکلات جھیلنی پڑینگی "

اگرچہ اصولی طور پر یہ بات درست ہے - کہ ایک پیشہ ور کے لئے اسی کے ہم پیشہ گھرانے کی لڑکی عمدہ اور اچھی رفیق زندگی بن سکتی ہے - لیکن اس کے متعلق دو باتیں قابل توجہ ہیں - اول تو یہ کہ کیا موجودہ صورت میں ہماری جماعت میں مختلف پیشوں اور حرفوں کے لوگ اس قدر تعداد میں داخل ہیں - کہ وہ اپنے اپنے پیشہ کے لحاظ سے آپس میں رشتے ناطے کے تعلقات آسانی کے ساتھ قائم کر سکتے ہیں - دوم یہ کہ کیا ذات پات کی پابندیاں پیشہ اور کاروبار کے لحاظ سے قائم ہیں یا کسی اور اصل پر ان کی بنیاد ہے -

امر اول کے متعلق تو صاف ظاہر ہے - کہ اگرچہ ہماری جماعت کی تعداد بفضل خدا لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے لیکن بوجہ اسکے کہ متفقہ طور پر کسی ایک جگہ نہیں ہے - بلکہ مختلف مقامات میں پھیلی ہوئی ہے - احمدی پیشہ وروں کا اپنے اپنے پیشہ کا لحاظ رکھ کر آپس میں رشتہ ناطہ کرنا مشکل ہی نہیں - بلکہ محال ہے - اس لئے جب تک اس پابندی کو ہٹایا نہ جائیگا - اسوقت تک ممکن نہیں ہے کہ ہماری جماعت کے پیشہ ور طبقہ کی مشکلات اور دقتوں کا خاتمہ ہو سکے - جیسا کہ ہم نے پہلے خود تسلیم کیا ہے یہ صحیح ہے - کہ ہم پیشہ گھرانوں میں رشتہ ناطہ کے تعلقات قائم ہونے مرد اور عورت دونوں کے لئے مفید ہو سکتے ہیں - لیکن اسپر اسقدر زور دینا کہ اپنے ہم پیشہ کے سوا کسی اور کے ساتھ رشتہ ناطہ کیا ہی نہ جائے - ہرگز مناسب نہیں ہے - کیونکہ اس طرح ہماری جماعت جو پہلے ہی ایک محدود حلقہ رکھتی ہے - مختلف پیشوں کے لحاظ سے نہایت ہی چھوٹے چھوٹے حلقوں میں منقسم ہو جائیگی اور وہ حلقے ایسے تنگ ہونگے - کہ ان کے اندر رہ کر ہرگز گذارہ نہیں ہو سکیگا ؛

اس نہایت وزنی اور بھاری مشکل کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ اپنے اپنے پیشہ کے لحاظ سے رشتہ ناطہ نہ کرنے سے یہ مشکل پیش آسکتی ہے - کہ بیوی خاوند کو اس کے کاروبار میں مدد نہیں دے سکتی - کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا - علاوہ ازیں جب یہ دیکھا جائے - کہ آجکل عورتیں اپنے والدین کے پیشہ کے کام کاج سے کہاں تک واقف ہوتی ہیں - اور انہیں اس پیشہ کا کام کہاں تک سکھایا جاتا ہے - تو اس مشکل کی حقیقت بہت کم ہو جاتی ہے کیونکہ اول تو بہت کم کاروباری لوگ اپنا کام لڑکیوں کو سکھاتے ہیں - دوسرے جو کام وہ سیکھتی ہیں وہ بہت تھوڑا اور بالکل ابتدائی درجہ کا ہوتا ہے - جس سے کسی خاص فائدہ کی توقع رکھنا فضول ہے - اس لئے اس کی خاطر اسقدر پابندی عائد کر لینا کہ اپنے اپنے پیشہ کے سوا دوسروں میں رشتہ ناطہ ہی نہیں ہونا چاہیئے ہرگز قرین مصلحت نہیں ہو ؛

دوسری بات جو اس کے متعلق قابل ذکر ہے وہ یہ ہے - کہ عام طور پر ذات پات کی قیود کاروبار اور پیشہ سے ہی تعلق نہیں رکھتیں - بلکہ ان کا اثر یہاں تک وسیع ہے - کہ ایک ایسا شخص جو کسی معزز عہدہ پر فائز ہو یا کوئی اور ملازمت کرتا ہو یا کوئی تجارتی کاروبار رکھتا ہو - اس کے موجودہ حالات کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کے آبائی پیشہ یا عام متعارفہ ذات کو سامنے رکھ لیا جاتا ہے - اور اگر اس کی ذات اپنی ذات سے نہیں ملتی تو رشتہ داری کے تعلقات قائم کرنے سے قطعاً پرہیز کر لیا جاتا ہے - جو عقلاً اور شرعاً دونوں طرح سے بالکل ناجائز اور ناروا ہے - ذات پات کی قیود کو ترک کرانے کے لئے ہماری زیادہ تر کوشش ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے - اور انہی کو ہم اپنا خاص مخاطب سمجھتے ہیں - پس رشتہ ناطہ کے معاملات میں کسی کی ظاہری اور موجودہ حالت کو نظر انداز کر کے اس کی ذات کو جو اس کے آبا و اجداد کے کسی پیشہ کے اختیار کرنے سے مشہور ہو گئی ہو یا اور کسی طرق سے چلی آتی ہو - سامنے رکھ کر یہ دیکھنا کہ وہ ہم سے ادنیٰ ذات کا ہے یا اعلیٰ کا یا مساوی کا - ایک ایسی سخت غلطی ہے - جس کا خمیازہ ہماری جماعت بھگت رہی ہے اور اسوقت تک بھگتتی رہیگی - جب تک کہ اس کی اصلاح نہ ہو جائیگی - اور اصلاح کی یہی صورت ہے - کہ ذات پات کی تفریق کو مٹا دیا جائے - اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے حالات مثلاً دینداری - ذریعہ معاش - طرز بود و باش تعلیم و تربیت عادات و خصائل وغیرہ کا بھی خیال نہ رکھا جائے - ان کا مدنظر رکھنا فریقین کے لئے نہایت ضروری ہے - لیکن جہاں یہ حالات موافقت رکھتے ہوں - وہاں ذات پات کی قیود قطعاً روکاوٹ کا باعث نہیں ہونی چاہیئیں ؛

ذات پات کی قیود کو ترک کرنے کے خلاف دوسری بات یہ پیش کی گئی ہے کہ:۔

"بعض اقوام میں تعلیم عام ہوتی ہے۔ بعض میں کم۔ بعض زیادہ تہذیب یافتہ ہوتی ہیں۔ بعض کم بعض طاقتور ہوتی ہیں۔ اور بعض کمزور۔ پھر مختلف اقوام کے عادات اور طریق رہائش مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے جو مناسبت اپنی قوم میں شادی کرنے سے ہوتی ہے۔ وہ دوسری میں ہرگز نہیں ہوتی"

جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں ان امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ لیکن ہم یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ قوموں کے لحاظ سے ان امور کی تقسیم ہی صحیح طور پر ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قوم میں تعلیم یافتہ۔ مہذب۔ طاقتور اور عمدہ عادات کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک میں جاہل۔ نامہذب کمزور اور بد عادات رکھنے والے موجود ہیں اسلئے اپنی ہی قوم میں شادی کرنے کی پابندی اختیار کرنے سے جہاں ایک محدود دائرہ کے اندر گھر کر مشکلات کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ وہاں نہایت بے جوڑ اور نامناسب رشتے بھی کرنے پڑتے ہیں۔ جس کے بعض اوقات نہایت تلخ نتائج نکلتے ہیں۔ لیکن اگر قوم کی قید کو نظر انداز کر کے رشتہ کی مناسبت اور موزونیت کو دیکھا جائے۔ تو پھر کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔ مگر عام طور پر لوگوں کی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ رشتہ میں خواہ کتنی ہی مناسبت ہو۔ لیکن ہونا اپنی ہی قوم یا اپنے سے اونچی قوم میں چاہیئے۔ جو کہ سخت ناپسندیدہ بات ہونے کے علاوہ طرح طرح کے بدنتائج پیدا کرنے کا بھی موجب ہوتی ہے۔ پس اس سے ہماری جماعت کے لوگوں کو قطعاً احتراز کرنا ضروری ہے۔

تیسری بات یہ پیش کی گئی ہے کہ:۔

"قوم و برادری میں شادی کرنے سے گناہ لازم نہیں آتا۔ اور نہ اس رسم سے سوائے چند حالتوں کے کچھ نقصان ہے۔ پھر خواہ مخواہ لوگوں کو تمسخر کا موقع دینا ٹھیک معلوم نہیں ہوتا"

یہ صحیح ہے۔ کہ قوم و برادری میں شادی کرنے سے گناہ لازم نہیں آتا۔ لیکن اس کی ایسی پابندی کرنا کہ کبھی دوسری قوم میں شادی کرنے کو برا سمجھنا یا اس معاملہ میں عوام کے تمسخر سے ڈرنا ایک ایسی کمزوری ہے جو مومن کی شان سے بہت دور رہنی چاہیئے۔ رشتہ ناطہ کی مشکلات کے حل کرنے میں جو اصحاب حصہ لے رہے ہیں۔ انہوں نے آج تک کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ اپنی قوم اور برادری میں رشتہ داری کرنا چونکہ گناہ ہے۔ اس لئے اس کو ترک کر دینا چاہیئے۔ بلکہ وہ ان مشکلات کو پیش کر رہے ہیں۔ جو اس معاملہ میں ہماری جماعت کے سد راہ ہیں وہ لوگ جن کو اپنی برادری کے احمدی اصحاب کے ہاں رشتہ مل سکتا ہے۔ انہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ضرور ہی اس کو چھوڑ کر دوسری قوم میں تلاش کریں۔ لیکن یہ ضرور کہینگے کہ چونکہ اپنے رشتہ داروں اور ہم قوم لوگوں میں رشتہ ملنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے اس پابندی سے جہانتک بھی ہو سکے۔ مخلصی پانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

باقی رہا یہ کہ ایسا کرنے سے لوگ تمسخر کرتے ہیں۔ اس سے ہمیں ہرگز نہ ڈرنا چاہیئے۔ ہمارے مخالفین تو ہماری ہر ایک بات پر تمسخر اور استہزاء کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ پس اگر اس کے متعلق بھی وہ تمسخر کریں۔ تو سوائے اس کے کہ شریعت اسلام اور اسوہ خیر الانام سے ناواقف اور بے بہرہ ہونے کا ثبوت دیں۔ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ پس ان کے تمسخر کے خیال کو بالکل دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اور اپنی جماعت کی مشکلات کے حل کرنے میں مردانہ وار کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو اسبات کی توفیق بخشے۔ آمین

عہدنامہ افغانستان کے متعلق ٹائمز کا اعتراض اور حضور وائسرائے کا جواب

گذشتہ ایام میں گورنمنٹ ہند اور دولت افغانیہ کے درمیان جو صلح کا معاہدہ ہوا تھا۔ اس میں حکومت افغانستان کو دیگر سلطنتوں کے ساتھ تعلقات رکھنے میں خود مختار تسلیم کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے اس کے بعد روس کے موجودہ حکمران طبقہ سے اپنے تعلقات پیدا کر لئے۔ اور وہاں اپنا ایک سفیر بھیجدیا۔ افغانستان کو یہ رعایت دینے پر لنڈن کے مشہور اخبار ٹائمز نے گورنمنٹ ہند پر بہت سخت اعتراض کئے۔ جن کے جواب میں لارڈ کرزن نے ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ روسی خطرہ سے محفوظ رہنے کے لئے ہم نے افغانستان کی خارجہ پالیسی پر اقتدار حاصل کیا تھا۔ مگر ہمارے سابقہ معاہدوں کے باوجود امیر حبیب اللہ خان نے جرمنی اور ترکی وفدوں کا استقبال کیا۔ اور جرمنی سے علیحدہ صلحنامہ بھی مرتب کر لیا تھا۔ لیکن چونکہ امیر حبیب اللہ خان ہمارا طرفدار تھا اس لئے ہم نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔

اس جواب پر اخبار ٹائمز کی تسلی نہ ہوئی۔ اور اس نے مکرر گورنمنٹ ہند پر نکتہ چینی کی۔ جس کے جواب میں حضور وائسرائے نے اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کے لئے چیمس کانفرنس دہلی میں تقریر کے دوران میں فرمایا

"ہم نے دیدہ دانستہ اس پالیسی کو خیرباد کہدیا تھا۔ جس سے یہ مقصود تھا۔ کہ ہم کاغذی معاہدوں کے ذریعہ گورنمنٹ افغانستان کی خارجہ پالیسی کو قابو میں رکھیں۔ افغانستان کے متعلق ہمارا واحد مقصد یہ ہے۔ کہ سرحد پر ہمارا ہمسایہ ملک برطانیہ کا دوست وفادار ہو۔ اور ہم اس کے ساتھ آئندہ مخلصانہ طور پر رہ سکیں"

دیکھیئے۔ اس جواب پر بھی نکتہ چین اخباروں کی تسلی ہوتی ہے یا نہیں۔

جلسہ سالانہ

امسال سالانہ جلسہ کی تاریخیں ۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۱۹ء مقرر ہو چکی ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے جلسہ کی تیاری شروع کر دیں۔ اور جہاں مذکورہ بالا تاریخوں کو قادیان دارالامان آنے کے لئے فارغ رکھیں۔ وہاں اخراجات جلسہ کے بہم پہنچانے کے لئے جسقدر کوشش کر سکتے ہیں کریں تاکہ منتظمین جلسہ سہولت کے ساتھ ضروریات جلسہ کو پورا کر سکیں۔ روپیہ کے نہ ہونے یا کم ہونے کے باعث ایک عظیم الشان جلسہ کا انتظام کرنے میں جسقدر مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے …… [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود کے اولین خدام کی قدر کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ
فرمودہ ۲۴ - اکتوبر ۱۹۱۹ء
(مرتبہ مہر محمد خان شہاب احمدی مالیر کوٹلوی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ :-

ابتداء کرنیوالے کی بعد والوں پر فضیلت

کسی شخص نے نہایت دانائی بھری بات کہی ہے۔ کہ جو شخص ابتدا کرتا ہے۔ اسی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ کیوں اس لئے کہ جو شخص ابتدا کرتا ہے۔ اس کے رستہ میں جسقدر مشکلات ہوتی ہیں۔ اس کا علم دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ نئے کام میں بیسیوں روک ٹوک ہوتی ہیں۔ جن کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ اور جب کوئی شخص اس کام پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ تب اس کو علم ہوتا ہے۔ کہ اس رستہ میں کیا کیا دقتیں اور روکاوٹیں ہیں۔ بعض دفعہ مشکلات دیکھتا ہے۔ انکو محنت سے دور کرکے ان پر قابو پاکر کامیاب ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ کوشش کرتا ہے اور ناکام رہتا ہے۔ بعد میں آنیوالے لوگ اس تجربہ سے فائدہ اٹھا لیتے اور معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ اس کے کام میں فلاں فلاں غلط طریقہ اختیار کئے گئے تھے۔ جو ناکامی کا باعث ہوئے ہیں ان کو ترک کرنا چاہیئے۔ اور فلاں طریق سے کامیابی ہوئی ہے۔ اسے اختیار کرنا چاہیئے۔ اس طرح ابتدا کرنیوالا شخص جہاں اپنے نقصان سے دوسروں کے نفع کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہاں وہ دوسروں کے لئے بطور استاد کے بھی ہوتا ہے۔ اور دوسرے اس کے شاگرد ہوتے ہیں۔

پس ہر ایک کام میں ابتدا کرنیوالوں کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ تمام تکلیفیں اٹھاکر راستہ کو صاف کر دیتے ہیں۔ اس مسئلہ کی خدا تعالیٰ نے بھی جو تمام علموں کو پیدا کرنیوالا ہے۔ تصدیق کی ہے۔ اور اس کی تصدیق کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

رسول کریمؐ پر اولین ایمان لانیوالوں کیلئے تعریفی کلمات

ہم قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے ابتدا میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مانا۔ ان کی نسبت قرآن کریم میں بہت سے تعریفی کلمات وارد ہیں۔ اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے جو لوگ ہو چکے ہیں۔ ان کے متعلق بھی حکم ہے۔ فبھداھم اقتدہ۔ اسی طرح ان لوگوں کے ذکر میں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا۔ فرماتا ہے والذین اتبعوھم باحسان۔ کہ ان صحابہ کرام کی جو پیروی نیکی کے ساتھ کرینگے۔ انپر بھی اللہ تعالیٰ کے احسان ہونگے اور ان کو بھی رضائے الٰہی حاصل ہوگی۔ یہ کافی تھا کہ کہہ دیا جاتا کہ ان احکام کی پیروی کریں۔ جن کی صحابہ نے کی لیکن خدا کہتا ہے۔ ان لوگوں کی پیروی کرنیوالے پر یہ انعام ہونگے۔ ان لوگوں کی مشکلات کا خیال کرکے ان کو ایک خاص درجہ دے دیا۔ کہ جو ان کی اتباع کریگا۔ اسپر احسان ہوگا۔ حالانکہ اتباع ان کی نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کی ہے اور ان کو بھی جو درجہ حاصل ہوا ہے۔ وہ انہی احکام کی اتباع سے حاصل ہوا ہے۔ جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے۔ مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو ان لوگوں کی اتباع کرینگے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے خاص افضال نازل کریگا۔

سورۃ فاتحہ میں بھی اسی مضمون کو ادا کیا گیا ہے فرمایا اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ اس میں یہ نہیں بتایا کہ ہمیں اس صراط پر چلا جو نبیوں کی ہے۔ بلکہ فرمایا کہ اس راہ پر چلا۔ جو منعم علیھم کی ہے۔ پس اس کی وجہ ان لوگوں کی وہ مشکلات ہیں۔ جو وہ اٹھاکر دوسروں کے لئے راستہ صاف کر دیتے ہیں۔ اس سے ان کی فضیلت کا پتہ لگتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص انسانوں کا شکر گذار نہیں ہوتا۔ وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا وجہ یہ ہے۔ انسانوں کی شکر گذاری تھوڑی ہوتی ہے جب ایک شخص تھوڑا کام نہ کر سکے۔ تو وہ زیادہ کب کر سکتا ہے۔ بس اسی قانون کے ماتحت وہ لوگ جو ابتدا میں انبیاء کو مانتے ہیں۔ دنیا کے محسن ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی اتباع ان محسنوں کا شکریہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ خطرناک مخالفتوں اور دشمنیوں کو سر پر اٹھاتے ہیں۔ اور محض خدا کے لئے حق کو قبول کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ان مشکلات اور تکالیف کو نہ اٹھاتے۔ جو ابتدائی زمانہ میں پیش آتی ہیں۔ تو ان کمزوروں کو حق کے قبول کرنے کی کیسے توفیق ملتی۔ جو لوگوں کے خوف اور ڈر کی وجہ سے صداقت کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ لیکن جب کچھ لوگ حق کو قبول کرکے تکالیف اور مصائب کو برداشت کرتے ہیں۔ طرح طرح سے ستائے جاتے ہیں۔ قسم قسم کے دکھ دئیے جاتے ہیں۔ مگر مخالف ان کو حق کے ترک کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ناکام اور نامراد ہو جاتے ہیں۔ تو کمزور دل لوگوں کو بھی یقین ہو جاتا ہے۔ کہ جیسا مخالف ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکے۔ اسی طرح ہمارا بھی کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکیگا۔ اسطرح وہ بھی حق کو قبول کر لیتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کی وجہ

دیکھو ایمان لانے میں حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بعد والے برابر ہیں۔ لیکن پھر بھی ایک بہت بڑا فرق تھا۔ اور وہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ اسوقت ایمان لائے۔ جبکہ ہر طرف مشکلات ہی مشکلات تھیں۔ لیکن ان کے ایمان لانے کے بعد جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ باوجود تمام مشکلات کے بازاروں میں زندہ وسلامت پھرتے ہیں تو کئی اور لوگ جو دل میں مانتے تھے۔ مگر اظہار کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ انہیں حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ کر قبول حق کی توفیق ہوئی۔ وہ وقت نہایت مشکلات کا تھا۔ اور نہایت خطرناک۔ حضرت ابوبکرؓ ان تمام مشکلات سے واقف تھے۔ اور جانتے تھے۔ کہ میں کچلا جاؤں گا۔ مگر ان مشکلات کے علم کے باوجود ان کا ایمان لانا تمام لوگوں پر ان کی فضیلت کو ثابت کرتا ہے۔ اور اس طرح وہ لوگوں کے لئے حق کے قبول کرنے کا ایک ذریعہ ہو کر ان کے لئے بطور ایک استاد کے ہو گئے۔ پس جس طرح رسول کریمؐ حقیقی اسوہ ہیں اسی طرح آپ کی اعلیٰ اتباع سے ابوبکرؓ بھی لوگوں

کے لئے بطور ایک اسوہ کے ہو گئے ؂

پہلے ایمان لانیوالوں کا ادب واحترام واجب ہے

تو ان لوگوں کا جو ابتدا میں ایمان لاتے ہیں۔ ایک احسان دوسروں پر ہوتا ہے جو ان کی قدر نہیں کرتا۔ وہ خدا کے احسان کی قدر نہیں کرتا۔ بلکہ خدا کے احسان کی ناقدری کرتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کے متعلق بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور ان کے درجہ اور ان کی عزت کو سمجھنا چاہیئے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرماتے۔ کہ پہلی صف میں امام کے پیچھے کوئی بڑا آدمی کھڑا ہو تاکہ بوقت ضرورت کے وقت امام کی قائم مقامی کر سکے۔ پھر بعض لوگوں کو اپنی مجلس میں جگہ دلواتے۔ اور بعض دفعہ اگر کوئی شخص جو دنیاوی لحاظ سے صاحب وجاہت ہوتا۔ آپ کی مجلس میں آتا تو آپ فرماتے۔ کہ اٹھو اور اس کا استقبال کرو پس یہ شریعت کا حکم ہے۔ جو جس رتبہ کا ہو۔ اس کا اس کے رتبہ کے مطابق احترام کیا جائے۔ مگر بہت ہیں۔ جو اس بات کی پروا نہیں کرتے۔ جس کا بہت برا نتیجہ ہوتا ہے۔ مثلاً شیعہ اور خوارج ہیں۔ جو صحابہ کو برا کہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ باوجود مسلمانوں میں آپس میں سخت تفرقہ ہونے کے۔ تمام فرقوں میں اولیاءؑ گذرے ہیں۔ حنفی مالکیوں کو برا کہتے ہیں اور مالکی حنفیوں کو۔ لیکن ان میں اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ لیکن یہ شیعہ گیارہ سو سال سے علیحدہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے خدا کے برگزیدوں کو برملا گالیاں دینا شروع کی ہیں ان میں اس ہزار سال کے عرصہ میں ایک بھی ولی اللہ پیدا نہیں ہوا۔ اور اسی وجہ سے انہیں اپنے ایک امام کو مخفی کہنا پڑا۔ کہ اس کے ہوتے کسی ظاہر امام کی ضرورت نہیں۔ پس یہ لوگ صحابہ کی بدگوئی کر کے ہمیشہ کے لئے حق سے محروم ہو گئے۔ اور ان سے ایمان سلب کر لیا گیا۔

کسی کے ارتداد کی وجہ سے سب کے خلاف رائے قائم نہیں کرنی چاہیئے

چونکہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگ مرتد ہو گئے ہیں اور ان کو وہی کہا جاتا ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس لئے بعض لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ سب کے لئے اس قسم کے الفاظ کہے جا سکتے ہیں۔ دیکھو نبی کریم جب مدینہ میں تشریف لیگئے تو اول ایمان لانے والوں میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ مگر باوجود اول ایمان لانے کے منافق تھا پھر مکہ سے ہجرت کرنے والوں میں سے بعض لوگ مرتد ہو گئے۔ اب اگر کوئی شخص یہ خیال کر لیتا کہ ممکن ہے۔ ابوبکر بھی مرتد ہو جائے۔ اور چونکہ عبداللہ ابن ابی منافق ہے۔ اس لئے عبادہ ابن صامت۔ اور ابو ایوب انصاری بھی کیوں منافق نہوں۔ تو یہ سخت نادانی اور غلطی تھی کیونکہ اگر اس دروازہ کو وسیع کیا جائے۔ تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

قرآن شریف میں حکم ہے۔ کہ صلحاء کی صحبت اختیار کرو۔ لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہی ایک ولی کا اس طرح ذکر ہے۔ کہ اخلد الی الارض زمین کی طرف جھک گیا۔ اب کوئی شخص جس کو کہا جائے کہ صلحاء کی صحبت اختیار کرو۔ کہدے کہ جی ولیوں میں تو بلعم جیسے بھی ہوتے ہیں۔ ہم کس کی صحبت اختیار کریں تو ایسے آدمیوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جب کوئی بلعم اور مرتد ہو جائے۔ اسوقت تم اس سے علیحدگی اختیار کرو۔ نہ یہ کہ محض اس خیال پر کہ لوگ مرتد بھی ہو جاتے ہیں۔ سب سے بدظن ہو جاؤ۔ اگر کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے۔ یا حضرت اقدس علیہ السلام کے درجہ کو گھٹاتا ہے تو تم اس کو نفرت کی نظر سے دیکھو۔ لیکن یہ غلطی ہے کہ بعض لوگ خفیف باتوں پر فتویٰ دینے لگ جاتے ہیں کہ فلاں بڑا شریر ہے۔ فلاں ایسا ویسا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو ابتداء میں قبول کرنیوالے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت اقدس کو اسوقت قبول کیا۔ جبوقت کہ لوگ آپ کو کافر اور دجال کہتے تھے۔ یا اس طرح کہنے والوں کے ساتھ شامل تھے۔ ان کے متعلق احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

حضرت اقدس کو پہلے ماننے والے دوسروں کے لئے بطور استاد ہیں

پس جن لوگوں نے ایسے وقت میں حضرت اقدس کو قبول کیا۔ اور حضور کی صحبت میں رہے۔ وہ بعد میں آنیوالوں کے لئے اُستاد اور نمونے کے طور پر ہیں۔ اگر لوگ ان کی اتباع کرینگے۔ تو یہ خدا کا حکم ہے۔ اور اگر ان کی حقارت کرینگے۔ تو تقویٰ کے درجات میں ترقی نہیں کر سکیں گے۔ خدا تعالیٰ کے قرب کے لئے نہایت ضروری ہے کہ حفظ مراتب کا خیال رکھا جائے۔ حضرت اقدس اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ع

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس یہ نہایت اہم سوال ہے۔ بعض لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان لوگوں کو جنہوں نے سلسلہ کی خدمات میں عمریں صرف کر دی ہیں۔ برے الفاظ کہدیتے ہیں۔ اور اپنی تائید میں یہ کہتے ہیں۔ مولوی محمد علی بھی مخلص کہلاتا تھا۔ مگر مرتد ہو گیا۔ خواجہ بھی مخلص بنتا تھا۔ مگر مرتد ہو گیا۔ اس لئے فلاں بھی ایسا ہی ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ یہ سخت غلطی اور نادانی ہے۔ خواہ مخواہ کسی کے متعلق اس قسم کی رائے نہیں قائم کر لینی چاہیئے ؂

ایک دفعہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی لڑائی ہوئی۔ اس معاملہ میں زیادتی حضرت عمر کی تھی۔ حضرت ابوبکر نے چونکہ خیر خواہی میں بڑھے ہوئے تھے۔ جھٹ حضرت عمر سے معافی کی درخواست کی۔ حضرت عمر چونکہ اسوقت طیش میں تھے۔ اس لئے باوجود زیادتی پر ہونے کے کہہ دیا کہ جاؤ میں نہیں صلح کرتا۔ اور حضرت ابوبکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ عمر مجھ سے خفا ہیں آپ میری غلطی ان سے معاف کرا دیں۔ ادھر حضرت عمر کو بھی خیال ہوا۔ اور سمجھے کہ زیادتی تو میری ہے۔ یہ بھی رسول کریم کے پاس گئے۔ اور جا کر کہا یا رسول اللہ ابوبکر سے مجھے معافی دلوا دیں۔ اسوقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے سرخ تھا۔ صحابہ کہتے ہیں۔ اس سے قبل کبھی آپ اسقدر غصہ میں نہیں آئے تھے۔ آپ نے اس حالت میں فرمایا کہ تم لوگ کیوں نہیں مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دیتے۔ جس نے میرا اس وقت ساتھ دیا۔ جبکہ تمام دنیا میرے کھلنے کے درپے تھی۔ پس اس طرح نبی کریم نے ابوبکر صدیق کی فضیلت کو تسلیم کیا۔ کیونکہ جب دنیا آپ کو کافر کہتی۔ ابوبکر آپ کی نبوۃ پر ایمان لایا۔ اور جب لوگ آپ کو ظلمت ٹھیراتے تھے۔ ابوبکر نے آپ کو شناخت کر لیا کہ آپ ایک روشن سورج ہیں ؎

بعد والوں کا فرض ہے کہ پہلوں کا ادب کریں۔ اور پہلوں کا فرض ہے کہ تکبر نہ کریں ؛

بعد میں آنے والوں کا حق تہا۔ کہ وہ ابوبکر کا ادب کرتے۔ لیکن ابوبکر نے کبھی یہ نہیں کہا کہ مَیں پہلے ایمان لایا ہوں۔ میرا ادب کرو۔ پس جس طرح بعد والوں کا فرض ہے۔ کہ اولین کا ادب کریں۔ اسی طرح اولین کا بھی فرض ہے کہ وہ خدا کے اس فضل کا شکریہ ادا کریں۔ اور اسپر کسی قسم کا تکبر اور عجب نہ کریں۔ کیونکہ اگر خدا فضل نہ کرتا۔ تو شاید یہ لوگ مغضوب علیہم میں شامل ہو جاتے ؛

مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کا ادب و احترام کرے۔ جن کو مسیح موعود کی ان سے پہلے خدمت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور اسی طرح ان لوگوں کو جو پہلے خادم مسیح موعود ہیں۔ بعد میں آنیوالوں کے ساتھ تواضع اور خلق سے پیش آنا چاہیئے۔ اور ہر ایک شخص کو اس درجہ پر سمجھنا چاہیئے۔ جو خدا نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔ اگر یہ نہ کروگے۔ تو اندیشہ ہے کہ شیطان تمہیں گمراہ کردے ؛

پس یہ دونوں کو نصیحت ہے۔ پہلوں کو بھی اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی۔ پہلوں کے لئے تو یہ ہے کہ وہ تواضع اور انکسار کا طریق اختیار کریں۔ اور بعد والوں کو یہ کہ وہ ان کے حق کو سمجھیں۔ اور گستاخی اور بدظنی کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ یہ ایمان کی جڑ کو کھوکھلا کر کے پھینک دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے دونوں گروہوں کو اس بات کے سمجھنے اور اسپر عمل کرنے کی توفیق دے آمین ؛

اخبار الفضل آئندہ

ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو شائع ہوا کریگا

اب تک الفضل ہر منگل و ہفتہ کو شائع ہوتا رہا۔ اس صورت میں ناظرین الفضل کیلئے بہت سی مشکلات تھیں۔ فریضہ جمعہ بھی باطمینان ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتے تھے۔ کاتب اس روز کاپی وقت پر نہ دیسکتا تہا۔ جسکی وجہ سے اخبار کا بروقت شائع کرنا بہت دشوار ہو جاتا اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ اخبار سوموار اور جمعرات کو شائع ہوا کرے ؛ م

چاہیئے نہ چاہیئے

نمبر ۲

(جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے قلم سے)

یہاں مجھے افسوس و شرم کے ساتھ اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ امت اسلامیہ اس معیار سے پرکھنے پر زندہ قوم ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ ایک مُردہ کی طرح ہے۔ جسمیں ابھی ایک آدھ سانس باقی ہے۔ اور اس کا اصل سبب اس کا دین نہیں۔ بلکہ اور ہے۔ اسلام نے تو ترقیوں کا دروازہ مادامت السمٰوات والارض کہہ کر بہت وسیع کھولا ہے یعنے جب تک کہ زمین و سموات موجود ہیں۔ اس کی ترقی بھی برابر ہوتی رہیگی۔ اور پھر فرمایا کہ اس ترقی کی وسعت بھی السمٰوات والارض ہے۔ یہاں تک کہ جو دعا قرآن مجید نے مسلمانوں کو سکھائی ہے۔ اور جسے ہر روز پانچ وقت نمازوں میں کئی بار دھرانے کی تاکید پر تاکید کی ہے اس میں انسانی فطرت کے مقتضیٰ کو مدنظر رکھ کر ہمیں اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم دی ہے۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ انسان اپنے تقاضائے فطرت کے ماتحت ہر ایک نعمت کا خواہشمند ہے اور کیا یہ سچ نہیں کہ وہ جیسا کہ مَیں اُوپر ثابت کر آیا ہوں نفس امارہ و نفس لوامہ کی باہمی قوت تحریک کے ذریعہ ایک ترقی سے دوسری ترقی اور ایک نعمت سے دوسری نعمت کی طرف لپکے جا رہا ہے۔ گویا کہ یہ قرآنی دُعا اس کی دعا حال ہے یاد رہے۔ کہ دُعا (یعنی پکار) فطرتی تقاضا کی صرف ایک لفظی تعبیر ہے۔ اور قرآنی دعائیں سب کی سب فطرتی تقاضے ہیں۔ اور جب تک یہ تقاضے اور خواہشیں پوری نہیں ہوتیں تب تک انسان آرام و اطمینان سے نہیں بیٹھتا۔ وہ ایسی بطور سٹیم اور قوے محرکہ ہیں۔ جو اسے منزل مقصود کی طرف دھکیلے لئے جا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ وقت آئیگا۔ اور ضرور آئے گا۔ کہ جب انسان کی آخری پکار یہ ہوگی۔ واٰخر دعوٰھم ان الحمد للہ رب العالمین وہ آخرکار یعنی تربیت و ترقی کے عظیم الشان مقام پر پہنچ کر بے اختیار اور علی البصیرت اقرار کریگا کہ سب خوبیاں سب ثنائیں اس اللہ کے لئے ہی ہیں۔ جو تمام عالموں کا رب ہے۔ یعنی ان کو حالت عدم سے وجود میں لا کر ان کے اپنے اپنے مقام کمال پر پہنچانے والا اللہ ہے ؛

قرآن مجید نے اس ترقی کو صرف کسی خاص طبقہ انسانی تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ کافروں کے لئے بھی وسیع کیا ہے (اور یہاں کافروں سے میری مراد عام کافر نہیں جو زبان زد عوام ہیں۔ بلکہ وہ ہیں۔ جن کو قرآن مجید میں بیان کرتا ہے۔ ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوۃ۔ یعنی وہ اس حد تک پہونچ چکے ہیں۔ کہ نیک استعدادیں و قابلیتیں مسخ ہو چکی ہیں (چنانچہ کئی جگہ ذکر کیا ہے۔ کہ کافر قیامت کے روز بھی اپنے اندر یہ محسوس کرینگے۔ کہ جو کام انہوں نے کرنا تھا۔ وہ نہیں کیا۔ اور جو نہ کرنا تھا وہ کیا۔ اس لئے وہ یہ خواہش کرینگے۔ ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحاً انا موقنون۔ یعنی اے ہمارے رب۔ ہم نے اب دیکھ سُن لیا۔ ہمیں واپس کر۔ ہم کرنیوالے کام کریں (عربی میں صالح کے معنے مناسب اور ملائم یعنی موافق اور درست کے ہیں) اگرچہ ان کو لوٹانے سے انکار کیا جائیگا جو کہ ایک سنت الٰہی ہے۔ تلافی مافات کبھی نہیں ہو سکتی جو ہو چکا وہ ہو چکا۔ اور اس کا نتیجہ ضرور ہی بھگتنا پڑتا ہے لیکن تدارک مآتی کا میدان کھلا پڑا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ ایک انسان کی فطرت میں عمل صالح کا تقاضا تو ہو اور رحمت الٰہی جو کہ وسعت کل شیٔ سے موصوف ہے اُسے اس تقاضا کو پورا کرنے سے محروم کردے۔ اسی سے حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ جہنم پر ایک ایسا وقت آئیگا کہ نسیم اس کے دروازوں کو کھٹکھٹا ئیگی۔ اور اس میں کسی کو بھی نہ پائیگی۔ یعنی سب کے سب نجات پاکر رحمت الٰہی میں پناہ گزین ہونگے ؛

غرض اسلام تو ایسا دین نہ تہا۔ جو اپنی تعلیم سے ہی مسلمانوں کی ترقی میں روک ہوتا۔ اس نے تو انسان کے سامنے عظیم الشان ترقی کا نہایت ہی بلند غائیہ فکریہ (آئیڈیل) قائم کر دیا ہے۔ اور مَیں اسے آگے جا کر واضح طور پر ثابت کر دکھلاؤں گا۔ لیکن اگر ایک مسلمان قوم آج مُردہ ہو چکی ہے۔ تو پھر اس کا اپنا قصور ہے

... خرچ کے لئے کافی نہیں ؛ مینیجر

نہ اسلام کا۔ اسلام تو زید و بکر کے لئے نہیں آیا۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے جیسا کہ قرآن مجید اس کا صریح الفاظ میں دعویٰ کرتا ہے۔ ان ھو الا ذکر للعالمین لمن شاء منکم ان یستقیم۔ اور کہتا ہے۔ کہ اگر قوم نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ تو اللہ تعالےٰ ایک دوسری قوم کو اس کے بدلے میں قائم کر دیگا۔ جیسا کہ اسلام کسی کالے یا سفید کے لئے خاص نہیں۔ ایسا ہی مسلم کسی خاص قوم کا بھی نام نہیں۔ اور اسوقت میرا گداز دل ایک قوی امید سے شگفتہ محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک مدت سے زمین و آسمان دونوں اسباب کے لئے تیاری کر رہے ہیں کہ اسلام کا مقدس نام بدنام کرنیوالی قوم کو تباہ کر دیا جائے۔ اور اس کے قائم مقام نعم البدل ایک اور قوم کو کھڑا کیا جائے۔ تاکہ جیسا کہ خدا کے مسیح موعود نے خبر دی پوری ہو۔ اسلام ایک سرمدی ابدی آئیڈیل (غایۃ فکریہ) ہے۔ وہ ضرور بضرور مجمع بشری میں کسی نہ کسی طرح اپنے مظاہر پیدا کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ پورے طور پر متحقق ہو۔ اسلام ایسا دین نہ تھا جو انسانی ترقی کی انتہائی پرواز۔ آج کی روٹی آج ہم کو دے۔ اور ہمارے گناہ بخش تک ہی محدود رکھتا بلکہ مسلمان کہلانیوالی قوم ہی کی کچھ ایسی کمر ہمت ٹوٹ گئی ہے کہ عد سما و خو سما پر ہی بس و کفایت ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

وہ دین جو آج کی روٹی ہی تک تعلیم دیتا ہے۔ وہ فطرت انسانی کی چاہیئے نہ چاہیئے کے تقاضے سے بے خبر ہے وہ فطرتی دین ہرگز نہیں۔ وہ کامل نہیں۔ بلکہ ناقص اور نہایت ہی سطحی اور پست خیال دین ہے۔ وہ اپنے معتقدوں سے کسی قسم کی بلند پروازی کی امید نہیں کر سکتا میرے اس قول کی تائید واقعات کرتے ہیں۔ جبتک یورپ ایسے دین کا پابند رہا۔ تب تک وہ باوجود اپنی عظیم الشان فطرتی استعداد کے اجتماعی حالت کے ایک نہایت ادنیٰ و تنگ و تار دائرے ہی کے اندر اندر حرکت کرتا رہا۔ لیکن جونہی کہ اس نے اس دین کو پس پشت ڈالا۔ وہ سرعت سے ترقی کرتا ہوا کہاں کا کہاں نکل گیا۔ اس کے برعکس تاریخ ہمارے سامنے ایک اور مشاہدہ پیش کرتی ہے۔ عرب کیا تھے؟ سب کو معلوم ہے۔ اور اسلامی دین کی قوت تحریک سے کیا ہو گئے؟ سب جانتے ہیں۔ لیکن جونہی کہ مسلمان قوم نے اسلامی آئیڈیل (غایۃ فکریہ) کو فراموش کر دیا۔ کہاں سے کہاں اُلٹے پاؤں چکر کھایا۔

میں اپنے پہلے مضمون میں کہہ چکا ہوں کہ خالق فطرت نے انسان میں ایک شعور رکھا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ ہمیشہ چاہیئے نہ چاہیئے کے درمیان تمیز کرتا رہتا ہے اور وہ شعور نفس امارہ اور نفس لوامہ کے باہمی تفاعل (تاثیر طرفین) سے پیدا ہوتا۔ اور ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جس دین نے "چاہیئے نہ چاہیئے" کے تصور کو جیسا جیسا بتلایا ہے۔ اور جو جو ذرائع اس ذہنی تصور کی تربیت کے لئے اس نے تجویز کئے ہیں اس کے پیروؤں سے بھی ویسی ویسی ترقی یا انحطاط کی امید کرنی چاہیئے۔ جس دین کا اُفق تصور اعلےٰ ہے۔ اور ذرائع تربیت بالکل مناسب ہیں۔ اس قوم کا پایہ ترقی بھی اعلیٰ ہونا چاہیئے اور جس دین کا اُفق تصور نہایت پست ہے۔ اس کے معتقدوں سے سوائے پستی کے اور کچھ امید نہیں کی جا سکتی۔ اور تاریخی واقعات بھی اس کے مشاہد ہیں۔ معاد بحجاب یہ ایک نہایت دلچسپ مضمون ہے۔ انشاء اللہ العزیز کسی وقت اسپر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کرونگا۔ و ما توفیقی الا باللہ العزیز ؛

امام مہدی کے متعلق ایک حوالہ کی تحقیق

ایڈیٹر صاحب "البرہان" سے مطالبہ

فاضل ایڈیٹر البرہان نے اپنی کتاب صراط السوی فی احوال المہدی میں ایک مستقل باب اس موضوع پر باندھا ہے کہ شیعوں کے بارھویں امام محمد بن حسن العسکری علیہما السلام کو کئی علمائے اسلام و محققین اہلسنت نے مہدی موعود مانا ہے۔ منجملہ شیخ ابن عربی اور مولانا جامی کا نام نامی بھی ہے۔

اور ابن عربی کی کتاب فتوحات مکیہ سے ایک حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ یہاں پر اسی کی تحقیق مطلوب ہے۔ اور اسی کا یہ مطالبہ ہے ؛

واضح ہو کہ میں نے سب سے پہلے اس قسم کے حوالے کتاب استقصاء الافحام میں چند برس ہوئے دیکھے تھے۔ جو موجودہ عصر میں شیعیان ہندوستان میں سے بہت بڑے فاضل سید حامد حسین صاحب قبلہ مجتہد لکھنؤ کی تصنیف ہے۔ ان حوالوں میں فتوحات مکیہ کا بھی حوالہ تھا۔ پھر وہی حوالے میں نے کتاب نجم ثاقب میں دیکھے۔ جو میرزا حسین النوری الطبرسی کی تالیف اثبات وجود امام غائب پر خاص اہتمام سے لکھی گئی۔ اغلباً ان ہی حوالوں سے ایڈیٹر صاحب البرہان نے بھی صراط السوی میں استفادہ کیا ہے۔

فتوحات مکیہ اور شواہد النبوۃ مولانا جامی کے حوالوں کو چشم دید مقابلہ کرنے کے لئے میں نے شواہد النبوۃ مطبوعہ نولکشور لاہور سے منگائی۔ اور فتوحات مکیہ کو مفتی صاحب میانی والوں کے کتب خانہ میں جا کر دیکھا۔ یہ نسخہ حنائی رنگ کے کاغذ پر جدید مطبوعات مصر میں سے تھا۔ میانی میرے شہر بھیرہ کے پاس ہی ایک قصبہ ہے۔ پھر اس کے بعد ۱۹۱۶ء کے جلسہ پر قادیان میں گیا۔ تو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم و مغفور طاب ثراہ کے کتب خانہ میں ایک مطبوعہ نسخہ مصر کا سفید کاغذ پر دیکھا۔ ابتدائی چھاپ معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی میں سے میں نے مقام محولہ استقصاء الافحام و نجم ثاقب کو اپنی نوٹ بک پر قلم بند کر لیا ؛

میانی اور قادیان والے فتوحات مکیہ کی جو مختلف ایڈیشنوں کے نسخے تھے۔ ان کی عبارتیں یکساں تھیں لیکن شیعہ متکلمین کے حوالوں سے مختلف تھیں۔ اب خدا جانے۔ ایڈیٹر صاحب البرہان نے ان ہی کتابوں سے فتوحات والے حوالہ کو نقل کر لیا ہے۔ یا واقعی کوئی ان کے پاس ایسا نسخہ فتوحات کا موجود ہے۔ جس میں وہ مقام بعینہٖ اسی طرح مرقوم ہے جیسے کہ استقصاء الافحام و نجم ثاقب میں ہے۔ اور جب تک وہ خود ہی اس حقیقت کو ظاہر نہ فرمائیں۔ میں ان کی دیانت یا خیانت کے متعلق ایک لفظ بھی اپنے قلم سے لکھنا نہیں چاہتا۔

باخبر اصحاب سے مخفی نہیں ہے کہ اکثر علمائے اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ کہ مہدی موعود فاطمی اور امام حسن علی علیہما السلام

کی نسل سے ہوگا - علیٰ ہذا القیاس - ہم کہہ سکتے ہیں - کہ ابن عربی نے بھی مہدی موعود کے حسب و نسب کے ذکر میں جو فاطمی ہونے کے ساتھ ہی اولاد حسن بن علی لکھ دیا - تو دوسرے علماء اسلام کے عقیدہ کے مطابق لکھا ہوگا - اس سے زیادہ اور کوئی پتہ یا مزید شرح انہوں نے نہیں فرمائی اور نہ اس کی ضرورت ہی تھی - کیونکہ حسن بن علی یا حسین بن علی رض بطور علم کے جہاں بھی مرقوم ہوگا - اور خصوصاً فاطمی ہونے کے متصل بعد تو اس سے مراد وہی امام حسن یا امام حسین ابن علی المرتضیٰ علیہم السلام ہی ہونگے -

اب اصل عبارت فتوحات کی ملاحظہ ہو - جو اس نسخہ سے ہے - جو میں نے بچشم خود حضرت مولوی صاحب مرحوم کے کتب خانہ میں دیکھا تھا ؛-

"من ولد فاطمہ جدہ الحسن بن علی یواطی اسمہ اسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ویبایع الناس بین الرکن والمقام" الخ فتوحات مکیہ جزء ثالث باب ۳۶۶ السادس والستون وثلثمائۃ فی معرفت وزراء المہدی الظاہر فی آخر الزمان بشر بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۶۲

(ترجمہ) اولاد فاطمہ سے ہونگے - اور ان کے جد امجد حسن بن علی ہیں - ان کا نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے مطابق ہوگا - اور رکن و مقام کے مابین لوگوں سے بیعت لینگے -

دوسری شہادات - یہ حوالہ تو مطابق ہوا - اصل کتاب فتوحات کے دو مختلف نسخوں سے - لیکن اس کے علاوہ دو اور شاہد معتبر بھی ہیں - اول حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ انھوں نے اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں ایک موقعہ پر فتوحات مکیہ کی اسی تقریر کو بتمامہ نقل فرما دیا ہے - اس کو بھی میں نے دیکھا - اور نقل کر لیا - جو بجنسہ ہدیہ ناظرین ہے ؛-

"من ولد فاطمہ رضی اللہ عنہا تواطی اسمہ اسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وکنیتہ کنیت جدہ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما یبایع بین الرکن والمقام" شواہد النبوۃ مطبوعہ نول کشور صفحہ ۲۱۶

دوسری شہادت - فاضل دیاربکری صاحب تاریخ خمیس کی ہے - جنھوں نے مہدی موعود کے ذکر میں کہ کس نسل سے ہونگے - لکھا ہے -

"وقال صاحب الفتوحات المکیۃ فی ذکر المہدی انہ یکون ثلثمائۃ وستون رجلاً من رجال الکاملین وہذا الخلیفۃ یکون من عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولد فاطمہ اسمہ اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنیتہ کنیۃ جدہ حسن بن علی یبایع بین الرکن والمقام" الخ دیکھو تاریخ خمیس جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۱

اس کے بعد میں اب کتاب صراط السوی سے اسی حوالہ کو لکھتا ہوں - ناظرین بغور و خوض تمام ملاحظہ فرمائیں ؛-

"من ولد فاطمہ رض جدہ الحسین بن علی و والدہ الحسن العسکری ابن الامام علی النقی ابن الامام محمد ن التقی ابن الامام علی ن الرضا ابن الامام موسی الکاظم ابن الامام جعفر ن الصادق ابن الامام محمد ن الباقر ابن الامام زین العابدین علی ابن الحسین ابن الامام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم یواطی اسمہ اسم رسول اللہ یبایعہ المسلمون ما بین الرکن والمقام" الخ صراط السوی صفحہ ۳۵۵

ناقل اس حوالہ کے خواہ مصنف کتاب استقصاء الافحام و نجم ثاقب ہوں - یا فاضل ایڈیٹر صاحب البرہان بہر صورت صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے - کہ میرے منقولہ حوالوں اور حوالہ منقولہ مذکورہ میں اصل عبارت میں کئی تصرفات کئے گئے ہیں - یعنی امام حسن کو حسین سے بدل کر جدہ الحسن بن علی کی جگہ جدہ الحسین بن علی لکھ دیا - اور اس کے بعد و والدہ الحسن العسکری سے لے کر جناب علی ابن ابی طالب تک شیعوں کے بارہ اماموں کے اسماء گرامی بڑھائے گئے ہیں ٭

اس تصرف کا مدعا ہر ایک احمدی یا سنی مسلمان شاید نہ سمجھے اس واسطے میں ذرا تشریح کر دیتا ہوں - کہ جس طرح سنی علماء کا ظن غالب ہے - کہ مہدی موعود حسنی ہونگے - اسی طرح شیعہ مذہب میں نہ صرف ظن غالب بلکہ مسلم اور متفق علیہ ہے کہ وہ حسینی ہونگے - اور اس کی تائید میں ایک آیت قرآنی سے استدلال کیا جاتا ہے - یعنے وجعلہا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ یعنی ذلک الامامۃ جعلہا اللہ تعالیٰ فی عقب الحسین الی یوم القیامۃ - اکمال الدین ابن بابویہ باب ۳۳ - صفحہ ۲۰۵ -

اب شیعوں کے عقیدہ میں امامت تا روز قیامت اولاد امام حسین ہی کے لئے مخصوص ہے - اس خصوصیت کو قائم و برقرار رکھنے میں ان کو یہاں تک ضد اور کد ہے - کہ بالفرض اگر اہل سنت کا خیال صحیح نکل آئے - یعنی مہدی موعود امام حسن علیہ السلام کی ذریت طاہرہ سے آجائے - تو شیعہ اس کے نبی ہاشم و اہل بیت مکرم و سادات معظم میں سے ہونے کا کوئی خیال نہ کرینگے - بلکہ جس طرح اگلے شیعوں نے امام حسن علیہ السلام کے پوتوں پڑپوتوں کو ان کے خروج پر ان کو برسر ناحق مانا - اسی طرح آج کل کے شیعہ بھی اس کو جھوٹا ہی جانینگے -

تو حوالہ فتوحات مکیہ مذکورہ بالا میں جو تبدیلی حسن کی بجائے حسین کے نام سے کی گئی ہے - وہ بے معنی نہیں معلوم ہوتی - اور نہ بظاہر حال سہو کاتب پر محمول ہو سکتی ہے - خصوصاً جبکہ اس کے بعد متصل ہی امام حسین علیہ السلام سے لیکر محمد بن العسکری تک کے اماموں کو نام بنام لکھ دیا گیا ہے - جن کا ذکر نہ ان دو نسخے فتوحات میں ہے جو میں نے دو مختلف ایڈیشن کے دیکھے - اور نہ مولانا جامی کے منقولہ حوالہ میں ہے - جو ان کی کتاب شواہد النبوۃ میں ہے -

کیا فاضل ایڈیٹر صاحب البرہان اس واجبی مطالبہ پر کان دھرینگے - اور اپنے منقولہ حوالہ کی تصحیح و تائید کی تکلیف گوارا فرمائینگے ؟

المکلف - خادم حسین خادم

ایک نہایت ضروری اعلان

ہمیں جلد سے جلد ایسے احمدیوں کی فہرست مطلوب ہے - جنھوں نے دوران جنگ میں اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں - اور انکے صلے میں سرکار سے خطابات اور انعامات حاصل ہوئے ہیں - لہذا بذریعہ اس اعلان کے میں ہر ایسے آدمی کو مطلع کرتا ہوں - جنھوں نے فوجی خدمات انجام دی ہیں یا فوج میں کسی اعلیٰ خدمات پر مامور ہیں کہ وہ اپنا اپنا نام مع خطابات کے دفتر امور عامہ میں لکھ بھیجیں - نیز یہ بھی لکھیں کہ وہ خطابات کن خدمات کے صلے

بنگال کا قیامت خیز طوفان

بنگال کا گذشتہ طوفان واقعی قیامت خیز تھا۔ اس میں جس قدر نقصان ہوا۔ اُسپر ہر ایک دردمند دل بےچین ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہ بلائیں۔ یہ آفتیں یہ طوفان آب و باد۔ یہ امراض۔ یہ ہلاکتیں اور تباہیاں سب خدا تعالیٰ کے قہری نشان ہیں۔ اور خدا کے اس اٹل قانون کے ماتحت دنیا کو اسکے دن قیامت کا نمونہ دکھلاتے رہتے ہیں۔ جو قرآن کریم میں ان الفاظ مذکور ہے کہ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ کیونکہ اس زمانہ میں بھی خدا کا ایک رسول آیا۔ مگر دنیا نے اس کی تکذیب کی۔ کاش لوگ سمجھیں اور غور کریں۔

ذیل میں ہم ایک مراسلت اس لئے درج کرتے ہیں کہ ہمارے اخبار کے غیر احمدی ناظرین اگر کچھ مدد کرنا چاہیں تو کریں۔

(ایڈیٹر)

برادران اسلام کو معلوم ہو گا کہ گذشتہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۹ء کے قیامت خیز طوفان عظیم سے صوبہ بنگال کے ڈھاکہ میمن سنگھ باقر گنج۔ فرید پور۔ کھلنا وغیرہ اضلاع یکقلم مسمار اور برباد ہو گئے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہے۔ کہ ہندوستان کی مسلم آبادی کا بڑا حصہ صوبہ بنگال کے انہیں اضلاع میں آباد ہے اس واقعہ ہائلہ کا کسی قدر اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ (سرکاری حساب کے مطابق بھی) اس طوفان سے ۱۹۰۰ انسانی جانیں تلف ہو چکی ہیں۔ غلہ مویشی اور فصل وغیرہ کے نقصان کا اندازہ اب تک حد حساب سے باہر سمجھا جا رہا ہے۔ مرقومہ بالا پانچ اضلاع اور ضلع چسرو ٹیپارہ کے بعض حصوں میں طوفان اس بھیانک اور مہلک صورت میں آیا کہ قریب قریب کل تمام مکانات اور درخت اس کے دست تعدی سے برباد ہو گئے۔ ان مصیبت زدہ اضلاع میں سے فقط قسمت ڈھاکہ کی بستیوں اور باشندوں کا حساب ذیل میں مندرج ہوتا ہے۔

نام ضلع	رقبہ مربع میل	قصبہ	بستی	تعداد مکانات	تعداد باشندگان مسلمان
ڈھاکہ	۲۷۷۸	۳	۰۸۴۹۵	۵۲۳۵۶۶۳	۲۹۶۰۳۰۲
میمن سنگھ	۶۳۲۹	۸	۱۲۱۳۰	۷۷۵۹۰۶	۳۵۲۶۳۳۲
فرید پور	۲۵۷۶	۲	۰۵۹۳۴	۲۱۴۳۲۱	۲۱۲۱۹۱۳
باقر گنج	۳۶۳۲	۵	۰۶۰۰۹	۲۹۷۳۲۲	۲۳۳۸۹۱۱
میزان	۱۴۳۱۲	۱۸	۳۱۷۸۰	۲۲۳۴۴۴	۱۲۰۳۷۴۳۹

فقط ان چار ضلعوں میں مسلمانوں کی تعداد ۸۲ لاکھ ۵۲ ہزار ۶۱۱ ہے۔

نمونہ کے طور پر فقط قسمت ڈھاکہ کے چار ضلعوں کا حساب دیا گیا۔ اس حساب سے معلوم ہو گا کہ مرقومہ بالا مصیبت زدہ اضلاع میں کم و بیش چالیس ہزار بستی قریب قریب برباد ہو چکی ہے۔ پیارے ناظرین! یہ صوبہ بنگال کے وہ اسلامی اضلاع ہیں۔ جن کی کوئی بستی بالاوسط ایک مسجد سے خالی نہ تھی۔ ان میں پختہ مسجدوں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ اس لئے آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس طوفان ہلاکت خیز سے علاوہ دیگر ناقابل تلافی نقصانات کے کم و بیش بیس ہزار مسجدیں منہدم و بے نام و نشان ہو چکی ہیں۔ اور آج قریب قریب ایک کروڑ بندگان خدا مسجدوں میں نماز جمعہ و جماعت ادا کرنے سے محروم ہو رہے ہیں۔

مقامی مسلمانوں کی مصیبت اور بیچارگی ناقابل بیان ہے۔ ان کے نہ رہنے کو مکان ہے اور نہ کھانے کو غلہ حتیٰ کہ یہ غریب درختوں کے سایوں سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔ اور اسپر انفلوانزا وغیرہ وبائی امراض کی روز افزوں ترقی! گو سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں میں ان مصیبت زدہ لوگوں کو فوری امداد دینے کی کوشش ہو رہی ہے اور ممکن ہے۔ کہ سعی کامل کے بعد اسی سے چند دنوں کے لئے ان کے سد رمق کا سامان بھی ہو جائے۔ مگر ان بیچاروں کو سنبھلتے سنبھلتے برسوں کی ضرورت ہو گی۔ ان حالتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اس خطہ کی مسجدوں کے مستقبل پر غور کرنے سے ہر مسلم دل پر جو صدمہ گذرتا ہو گا۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

مسجدوں کی تعداد کا تخمینہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔ ان مسجدوں سے پختہ مساجد اور نیز وہ مساجد جن کے مصلی قریب زمانہ میں ان کی تعمیر کرانے پر قادر ہونگے۔ ان کو الگ کر دینے سے ایسی ہزاروں مسجدیں باقی رہ جاتی ہیں۔ مدت تک جنکی تعمیر کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی ہے۔

اللہ اکبر! آج ہندوستان کا سب سے بڑا اسلامی خطہ مساجد اللہ کے وجود اور اذان و تکبیر کی صدائے جان نواز سے خالی ہو رہا ہے۔ اس حالت زار کو سوچتے ہوئے چند دنوں سے میں بے چین ہو رہا ہوں۔ جب خدا کی زمین پر اس کے لاکھوں کروڑوں مسلمان بندے اسی کی دی ہوئی گونا گوں نعمت و راحت سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ اگر خدا کی یہ مسجدیں ویران رہ گئیں۔ اور اگر انکی از سر نو تعمیر کرانے کی کوشش نہ کیگئی۔ تو اس سے بڑھ کر غفلت اور کفران نعمت اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس سوال نے مجھے پریشان کر دیا۔ اور بالآخر ایک کمترین مسلمان کی حیثیت سے اللہ کا نام لے کر مستعد ہو چکا ہوں کہ ان برباد شدہ مساجد کی تعمیر کے لئے اپنی طاقت بھر کوشش کر کے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہو جاؤں۔

بنابریں ہندوستان کے ہر صوبہ ہر شہر ہر قصبہ اور دیہات کے مسلمان بھائیوں کی خدمتیں یہ درخواست یا کشکول گدائی لیکر حاضر ہوتا ہوں۔ امید ہے کہ برادران اسلام صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کار خیر میں حتی الامکان مالی مدد دیکر ان منہدم شدہ مسجدوں کی تعمیر میں حصہ لینگے۔ یہاں ناظرین کو یہ بھی جتا دینا چاہتا ہوں کہ اس کار خیر میں بنگال سے (علاوہ کلکتہ کے) کوئی معقول رقم فراہم ہونے کی ہرگز امید نہیں ہے۔ اسلئے کہ بنگال کا یہی خطہ تھا۔ جو خادمان ملت کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے قومی کاموں کیلئے ہزاروں اور لاکھوں روپے کا چندہ فراہم کر کے نذر ملت کر دیا کرتا تھا کہ وہی خود مبتلاء مصیبت اور درماندہ احوال ہو رہا ہے۔ خداوند تعالیٰ ہم سب کو خلوص نیت اور توفیق خیر عطا فرمائے

ایک نہایت ضروری اعلان

خدا کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ہر ایک اقوام کے لوگ داخل ہیں۔ لیکن ہماری اپنے طور پر مردم شماری نہ ہونیکے سبب ہمیں ابھی تک اقوام کی افراد کا اچھی طرح پتہ نہیں ہے اور اس قسم کی ہماری جماعت میں مردم شماری کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ہم نے قادیان میں تو اس قسم کی مردم شماری کرائی ہے۔ باہر کے لئے بھی ارادہ ہے۔ کہ جس طرح کی ہم مردم شماری چاہتے ہیں۔ ویسے فارم تجویز کر کے باہر انجمنوں میں چھپوا کر بھجوادیں۔ لیکن یہ کام تو ایک وقت چاہتا ہے۔ انشاء اللہ اپنے وقت پر ہو گا۔

لیکن اس وقت ہمیں ایسی اقوام کے رشتہ ناطوں کے لئے سخت مشکلات پیش آرہی ہیں۔ جن کے تمدن اور معاشرت کی غیر مناسبت کے سبب غیر اقوام میں رشتے ہو نہیں سکتے۔ یا وہ لوگ غیر اقوام میں رشتہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ مثلاً نائی۔ دھوبی۔ کمہار۔ ماشکی وغیرہ۔ اگرچہ ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے نامناسب قیود اقوام ایک حد تک بہت کم ہو گئی ہیں۔ لیکن ایسی قوموں میں تمدنی و معاشرتی غیر مناسبت کے سبب قیود بھی ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ کم از کم ان اقوام کے قابل نکاح لڑکے لڑکیاں یا بیوگان یا ایسے مرد جن کی بیویاں فوت ہو گئی ہوں کے پتہ معلوم ہوں۔ تاکہ ان کے رشتہ و ناطہ کرانے میں ہمیں سہولت ہو جاوے۔

لہذا اس بارے میں ہر ایک انجمن کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے احمدی نائی دھوبی۔ کمہار۔ ماشکی وغیرہ کے احمدی۔ لڑکے و لڑکیوں کی ایک فہرست جس کا نمونہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ بنا کر بہت جلد دفتر امور عامہ میں بھجوادیں۔ مشکور ہوں گا۔ نمونہ یہ ہے:۔

فہرست انجمن احمدیہ (مقام کا نام) ضلع

[illegible]	نام لڑکا یا لڑکی مع ولدیت و سکونت بیوہ یا قابل نکاح مرد وغیرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مرزا بشیر احمد (ایم۔اے) ناظر امور عامہ قادیان

نہایت مفید اور ضروری کتابیں

دفتر تالیف و اشاعت کی حسب ذیل کتابیں جو دینی معلومات کا ذخیرہ اور روحانی امور کا نہایت عمدہ خزانہ ہیں احباب کو چاہیئے۔ کہ ان میں سے جو کتاب ان کے پاس نہ ہو اُسے ضرور منگوا کر پڑھیں اور مستفیض ہوں۔

پارہ اول قرآن مجید مع تفسیر سلسلہ عالیہ احمدیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معزز علماء کی کمیٹی نے بہت آسان اور سلیس اردو ترجمہ کیا ہے۔ اور نہایت عمدہ تفسیری نوٹ لکھے ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ قیمت صرف ۸/

حق الیقین اس کتاب میں مسئلہ ختم نبوت پر نہایت محققانہ اور عالمانہ بحث ہے۔ قیمت عہ/

البشارت۔ چھوٹا سا تبلیغی رسالہ ہے۔ قیمت ا/

رپورٹ محکمہ نظارت۔ نئے انتظام کے ماتحت جو محکمے کام کر رہے ہیں۔ ان کی دلچسپ رپورٹ ہے۔ قیمت ۲/

منصب خلافت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک زبردست تقریر ہے۔ جس میں مسئلہ خلافت کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ا/

نشان رحمت
نشان فضل } چھوٹے چھوٹے دلچسپ رسالے ہیں قیمت ۲/ و ا/

القول الفصل۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے قلم سے لکھی ہوئی اختلافات سلسلہ پر ایک زبردست تصنیف ہے۔ قیمت ۲/

برکات خلافت۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں جو سب سے پہلے سالانہ جلسہ ہوا۔ اس کی تقریروں کا مجموعہ ہے۔ جس میں اختلافات سلسلہ پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ۴/

روئداد مباحثہ۔ غیر احمدیوں کے ساتھ ایک مباحثہ کی روئداد ہے۔ قیمت ۳/

اسلام و دیگر مذاہب۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تصنیف ہے۔ جس میں اسلام کی فضیلت کو دوسرے مذاہب پر نہایت ہی عمدہ طریق سے ثابت کیا ہے۔ قیمت ۳/

مکتوبات احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نایاب اور قیمتی خطوط کا ایک مجموعہ ہے۔ جو حضور مختلف لوگوں کو لکھتے رہے۔ قیمت ۴/

حقیقۃ النبوۃ۔ مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی زبردست تصنیف ہے۔ جس میں نہایت عمدگی سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ قیمت ۸/

خطبہ الہامیہ۔ حضرت مسیح موعود کی عربی بے نظیر تصنیف جس کا پہلا حصہ الہامی ہے اور ساتھ ترجمہ بھی ہے۔ قیمت

صداقت مسیح موعود۔ جناب حافظ روشن علی صاحب کی گذشتہ سال جلسہ کی تقریر ہے۔ جو بہت مفید ثابت ہو رہی ہے۔ قیمت ایک آنہ (ا/)

دفتر ناظر تالیف و اشاعت قادیان سے طلب فرماویں۔

سخت ضرورت ہے

دفتر تعلیم کے لئے ایک انٹرنس پاس تجربہ کار ہوشیار کلرک کی سخت ضرورت ہے تمام درخواستیں ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے نام قادیان بہت جلد آنی چاہئیں۔

محمد سرور شاہ۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ضرورت نکاح

ایک نومسلم لڑکا جس کی عمر بیس ۲۰ سال ہے۔ سکھ مذہب سے احمدی ہوا ہے۔ ریاست پٹیالہ کا باشندہ جو ۲ گھماؤں زمین کا واحد مالک ہے۔ اور ملازمت وغیرہ بھی کرتا ہے اس کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ یہ لڑکا دیندار۔ متقی۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے۔ جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں۔ وہ دفتر امور عامہ قادیان سے خط و کتابت کریں۔

ناظر امور عامہ قادیان

ممالکِ غیر کی خبریں

بالشویکوں کی نئی شرارت (لنڈن ۱۷ - نومبر) ترکستان سے ایک پیغام مظہر ہے کہ تاشقند میں بالشویکوں نے افغانی اور ہندوستانی زبان سکھلانے کا انتظام کیا ہے تاکہ بعد ازاں بالشویک نمائندوں کو اشاعتی کام کے لئے ہندوستان اور افغانستان میں بھیجا جائے ۔

صلح کے متعلق پریذیڈنٹ ولسن کا ارادہ (واشنگٹن ۱۷ - نومبر) پریذیڈنٹ ولسن نے سینیٹر ہچکوک کو مطلع کر دیا ہے کہ اگر سینیٹر لاج کے مستثنیات کو منظور کر لیا گیا - تو وہ صلحنامہ کو جیب میں ڈال لینگے (واپس لینگے) کیونکہ یہ مستثنیات صلحنامہ کے اثر کو بالکل زائل کر دینے والی ہیں ۔

جرمنوں کی گستاخانہ روش (پیرس ۱۶ - نومبر) ہوس کمپنی کا بیان ہے کہ سلیشیا میں جرمنوں کی کارروائی بہت قابل اعتراض سمجھی جاتی ہے جہاں انہوں نے شرائط صلح ہنگامی کی خلاف ورزی کر کے انتخاب کر لیا ہے - جرمن گورنمنٹ کو ایسے انتخابوں کے ناجائز ہونے کے متعلق مطلع کیا جائیگا ۔

اسکے علاوہ برلن کی سیاسی حالت بے چینی کا موجب ہو رہی ہے اور قیصر اور ہینڈنبرگ کے حق میں روزانہ مظاہرے ہو رہے ہیں

مسئلہ ٹرکی بحث کے (لنڈن ۱۷ - نومبر) روسی معاملات کے متعلق دوران میں کرنل آرمسبی گور نے اس امر پر اظہار تاسف کیا - کہ ٹرکی کے ساتھ صلح کرنے میں توقف ہو رہی ہے - مصر کی بے چینی کا نصف حصہ اسی باعث سے ہے - جب تک اس امر کا فیصلہ کن اعلان نہیں کیا جاتا - کہ ملنر کمیشن وہاں جائیگی یا نہ جائیگی - اسوقت تک ایجی ٹیشن بڑھتی جائیگی - اگر ہمارا ارادہ مصر کو خالی کر دینے کا ہے - تو اس کا اظہار کر دینا چاہیئے - اور اگر ہم وہاں رہنا چاہتے ہیں - تو بھی اس کا اعلان ناگزیر ہے ۔

مسٹر بالفور نے اعلان کیا کہ مشرق قریب کے مستقبل کے بارہ میں صلح کانفرنس نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا - جب تک امریکہ اپنی پالیسی کا اظہار نہیں کریگا - تب تک کوئی متحدہ فیصلہ مرتب نہیں ہو سکتا - یہ امر واقعہ ہے - کہ مسئلہ ٹرکی کے متعلق عام پریشانی غیر محدود نقصان کا موجب ہے - مسٹر بالفور نے کہا - کہ شام میں برطانوی افواج کی موجودگی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ برطانیہ وہاں اقتدار قائم کرنا چاہتا ہے عربوں نے صدیوں کے بعد پہلی دفعہ دول متحدہ کے ساتھ اتحاد کرنے میں نہایت ممتاز حصہ لیا ہے - وہ وفادار بہادر اور قابل لوگ ہیں - مجھے کامل اعتماد ہے کہ مصر کی شورش کا بالآخر خاتمہ ہو جائیگا - ہز مجسٹی کی گورنمنٹ مصر - سوڈان - اور نہر کو ایک متحدہ اور ناقابل تقسیم نظام ترکیبی متصور کرتی ہے - انگلستان اپنی ذمہ داریوں کو اس معاملہ میں کبھی ترک نہیں کر سکتا - وہاں برطانوی اقتدار قائم ہے اور قائم رکھا جائے گا - اس کے متعلق ہر شخص کو جو مصر میں ہے یا مصر سے باہر ہے - بخوبی سمجھ لینا چاہیئے - کہ برطانیہ اپنی ذمہ داری کو خیر باد نہیں کہہ سکتا - لیکن اس کے ساتھ ہی برطانیہ کی یہ خواہش ہے - کہ مصر کے انتظام حکومت میں مصریوں کو بتدریج شریک کیا جائے ۔

ہڑسنی اور لیگ (برلن ۱۵ - نومبر) کل رات لیگ اقوام کی تائید میں ایک جلسہ ہو رہا تھا - اور اسمیں ہرار زبرگر کی تقریر ہو رہی تھی کہ مخالف گروہ نے شور مچا دیا ۔

خارج شدہ جرمن افواج برلن ۱۶ - نومبر - فوجی گزٹ نے ان تمام افواج کی فہرست شائع کر دی ہے - جو صوبجات بالٹک سے نہ واپس آنے کی پاداش میں خارج از رجسٹر کی گئی ہیں ۔

ہندوستان کی خبریں

آیندہ مردم شماری کی تاریخیں آنریبل مسٹر جے - ٹی مارٹن کمشنر مردم شماری ہندوستان نے جو حال میں کلکتہ میں پہونچے ہیں - ۲۱ - نومبر کی صبح کو ہندوستانی ریاستوں کے اہلکاروں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں آیندہ مردم شماری کی تاریخیں اغلباً ۱۸ - فروری اور ۱۸ - مارچ ۱۹۲۰ء کے درمیان ہونگی - ٹھیک تاریخیں بعد میں مقرر کی جائینگی -

حضور وائسرائے کا دورہ حضور وائسرائے جمعہ کی دوپہر کو دہلی سے دورہ پر تشریف لے گئے ۔

تعزیری پولیس موضع لوہاری راگھو ضلع حصار میں عرصہ دو سال کے لئے تعزیری پولیس تعینات کئے جانے کی منظوری دیدی گئی ہے ۔

ڈھاکہ میں جشن صلح کے انتظامات ۱۹ - نومبر کی شام کو ڈسٹرکٹ بورڈ ڈھاکہ میں زیر صدارت مسٹر لیمبورن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا - جبکہ جشن صلح کے حق میں ایک ریزولیوشن کی اسوجہ سے مخالفت کی گئی - کہ چونکہ ٹرکی کے ساتھ ابھی تک صلح طے نہیں ہوئی - سوال خلافت کا فیصلہ نہیں ہوا - اور نظربندوں اور پولیٹیکل قیدیوں کو رہا نہیں کیا گیا - اور رولٹ ایکٹ ابھی تک قانون کی کتاب پر موجود ہے - اس لئے یہ وقت صلح کی خوشی منانے کا نہیں ہے - مسٹر لیمبورن نے کہا کہ سوال یہ ہے - کہ ڈھاکہ میں مناسب طور پر جشن کے متعلق انتظامات کئے جائیں - رائیں لئے جانے پر ۴۸ رائیں ریزولیوشن کے حق میں اور صرف ۸ اس کے خلاف نکلیں - چیرمین نے جلسہ برخاست کر دیا

میونسپل کمیٹی حیدرآباد میں جشن صلح کا معاملہ ۹ - نومبر کو حیدر آباد سندھ کی میونسپل کمیٹی کے سامنے آیندہ جشن صلح کے لئے دو ہزار روپیہ منظور کئے جانے کا سوال پیش ہوا - ممبران نے سوالات خلافت و پنجاب کے متعلق تقریریں کیں - آخر تجویز نامنظور ہو گئی ۔

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس خیرپور سندھ کی استقبالیہ کمیٹی نے نیز بنگال پریزیڈنسی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کلکتہ نے باضابطہ طور پر آنریبل نواب سر شمس الہدیٰ کے - سی - آئی - ای کو آیندہ اجلاس کانفرنس کا جو بمقام کلکتہ [illegible] منعقد ہوگی - پریذیڈنٹ نامزد کیا ہے - عام خیال ہے کہ آل انڈیا کانفرنس کمیٹی عنقریب اتفاق سے آپکو پریذیڈنٹ منتخب کریگی ۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)